تقریر اعتراضات بر رسالہ تقویۃ الایمان

علامہ فضل حق خیر آبادی (رحمۃ اللہ علیہ)

تقویۃ الایمان کا اولین رد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریر اول

از: بطل حریت علامہ محمد فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے ''تقویۃ الایمان'' میں مسئلہ شفاعت پر گفتگو کرتے ہوئے ایک قبیح عبارت لکھی، علامہ محمد فضل حق خیر آبادی نے اس پر رد کرتے ہوئے چند صفحات تحریر کیے، ان کا ترجمہ آئندہ صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔

مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے اس کے جواب میں ایک رسالہ ''یک روزہ'' لکھا، حضرت علامہ نے اس کے رد میں ''تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی (شفاعت مصطفی ﷺ)'' لکھی اور جب مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے شاگرد مولوی حیدر علی ٹونکی نے اس کے جواب میں ایک کتاب لکھی تو علامہ نے اس کے جواب میں ''امتناع النظیر'' لکھی اور وہ کتاب خوب خوب طبع ہوئی لیکن آج تک کسی کو اس کے جواب میں زبان کھولنے کی جرات نہیں ہوئی۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

WWW.NAFSEISLAM.COM

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (ترجمہ : محمد عبد الحکیم شرف)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لیے ہیں اور اچھی عاقبت متقین کے لیے اور درود و سلام ہو اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی تمام آل اور صحابہ کرام پر۔

صاحب تقویۃ الایمان نے (اپنی کتاب کی) تیسری فصل میں شرک کا رد کرتے ہوئے وجاہت کا معنی بیان کرنے کے بعد کہا :

> اوس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ ایک آن میں ایک امر کن سے کروڑوں افراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر عدم سے وجود میں لے آئے اور یہ جمہور مسلمانوں کے متفقہ عقیدے کے خلاف ہے، کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثال ممتنع الوجود ہے (یہ صغریٰ ہے) اور جس چیز کا وجود ممتنع اور محال ہو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے (یہ کبریٰ ہے)۔

صغریٰ کا بیان یہ ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی شخص ممکن ہو تو وہ لازماً نبی ہوگا، کیونکہ غیر نبی، نبی کی مثل نہیں ہو سکتا، لیکن آپ کے مماثل نبی ممکن نہیں ہے، کیونکہ آپ خاتم الانبیا ہیں اور خاتمیت کا معنی یہی ہے کہ آپ کی مثل کا وجود ممکن نہ ہو، اس لیے کہ انسانی کمالات کی انتہا مرتبہ نبوت ہے اور اس مرتبہ کا کمال یہ ہے کہ خواص ثلاثہ[1] کے قوی ترین مراتب پر مشتمل ہو جس سے زیادہ قوی مرتبہ

---

[1] علامہ عبد العزیز پرہاروی فرماتے ہیں کہ حکماء اسلام (باقی اگلے صفحہ پر)

عالم امکان میں متصور نہیں ہے، لہٰذا ختم نبوت سے بلند مرتبہ ممکن ہی نہیں ہے۔

وہ مرتبہ کہ وجود امکانی کے مراتب میں اس سے بلند تر کوئی مرتبہ نہیں ہے وجود خاتم الانبیاء کا مرتبہ ہے، جب نبوت اس مرتبہ تک پہنچتی ہے تو ختم ہو جاتی ہے، ابتدا کے سلسلے میں معلولِ اول کا مرتبہ اور (انتہاء و) رجوع کے سلسلے میں خاتم الانبیاء کا مرتبہ یکساں ہے (ابتدا و انتہا کی)؛ قوس نزولی اور صعودی اس جگہ اکٹھی ہو جاتی ہیں اور دائرہ وجود اس جگہ مکمل ہو جاتا ہے جس طرح سلسلۂ آغاز میں اولِ سلسلہ اور واجب الوجود کے درمیان کوئی فرد متصور نہیں ہے، اسی طرح سلسلۂ انتہا میں آخرِ سلسلہ اور واجب الوجود کے درمیان کوئی مرتبہ متصور نہیں ہے جس طرح وجود کا آغاز واجب الوجود سے ہے اسی طرح وجود کا انجام بھی وہی ہے، مبدا بھی وہی اور معاد بھی وہی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مماثل ممکن ہو تو یقیناً اس کے واقع ہونے سے محال لازم نہیں آئے گا، کیونکہ ممکن کے واقع اور متحقق ہونے سے محال لازم نہیں آیا کرتا، جبکہ اس جگہ خاتم النبیین کے مماثل کے واقع ہونے سے آیہ کریمہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے منطوق کا کذب لازم آتا ہے، یہ آیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل کے بالفعل موجود ہونے کے

(صفحہ گزشتہ سے آگے) کہتے ہیں کہ نبی میں تین شرطوں (خواص) کا پایا جانا ضروری ہے (۱) مُغیبات پر مطلع ہونا اور یہ اس لیے کہ ان کی روح کا مقرب فرشتوں کے ساتھ اتصال ہوتا ہے (۲) عناصر کا ان کی اطاعت کرنا ہے اور وہ اس میں تصرف کرتے ہیں مثلاً ہوا کو پانی بنا دینا (۳) فرشتوں کو صورت میں دیکھتے ہیں اور ان کا کلام بطورِ وحی سنتے ہیں (نبراس ص ۲۲۹ مختصراً) خواص ثلاثہ سے علامہ خیر آبادی کی مراد یہی تین خواص ہیں ۱۲ شرف قادری

ممتنع ہونے پر صراحۃً دلالت کرتی ہے، وجود مثل کو ممکن ماننا اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ کو جائز قرار دینا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ محال ہے کیونکہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ کے بارے میں محال ہے، آیاتِ وعید، دیگر آیات اور احادیث کے پیشِ نظر شروطِ معلومہ کے ساتھ مشروط ہیں، ظاہر ہے کہ آیتِ مذکورہ اُن آیات کی طرح نہیں ہے تاکہ اس آیت کو قوتِ شرطیہ میں قرار دے کر لزومِ کذب کے استحالہ کو دفع کیا جاسکے۔

کبریٰ کی دلیل یہ ہے کہ قدرت کا معنیٰ ہے فعل اور ترک کا صحیح ہونا جیسے کہ محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ میں ہے یا قدرت کا معنیٰ وہ صفت ہے جو ارادہ کے مطابق مؤثر ہو جیسے کہ شرح مواقف اور تجرید کی شرح جدید میں ہے اور لازمی بات ہے کہ ایسی صفت فاعل کی نسبت سے صحت کا تقاضا کرے گی کیونکہ قادر وہی ہے جس کے لیے کسی کام کا کرنا اور ترک دونوں صحیح ہوں' فاعل کی نسبت کی قید اس لیے لگائی ہے کہ فعل فی نفسہٖ ممکن اور صحیح ہے، قدرت نے اسے ممکن اور صحیح نہیں بنایا ورنہ قلب مواد (واجب یا محال کا ممکن بنا دینا) لازم آئے گا، ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ قدرت نے فعل کو فاعل موجد کی نسبت سے صحیح اور ممکن بنا دیا ہے، ماننا پڑے گا کہ قدرت ممکن پر ہی ہوتی ہے اور اس معاملے میں تمام ممکنات برابر ہیں، قدرت کی مقتضی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور مقدور ہونے کو صحیح قرار دینے والا امکان ہے ذات باری تعالیٰ کی نسبت تمام ممکنات کی طرف برابر ہے۔

جب بعض پر قدرت ثابت ہوئی تو تمام ممکنات پر قدرت ثابت ہوگی، کیونکہ امکان تمام ممکنات میں مشترک ہے، اللہ تعالیٰ ہر اس چیز پر قادر ہے جو ممکن ہو۔ ممتنع اور واجب اس کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہیں۔ اس سے عجز لازم نہیں آتا جو قدرت کے مقابل ہے، کیونکہ ممتنع کے ایجاد پر قدرت کا نہ ہونا عجز نہیں ہے بلکہ

یے کہ ممتنع وجود کے قابل ہی نہیں ہے۔ آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور وَاللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ کا معنی مفسرین نے بیک زبان یہی بیان کیا ہے کہ شے سے مراد ہر ممکن ہے، کیونکہ محال بالاتفاق شے نہیں ہے اور واجب و محال پر قدرت نہیں ہوتی، بیضاوی میں ہے کہ قدرت کا معنیٰ شے کو پیدا کر سکنا ہے۔

صاحب کشاف جو اکابر معتزلہ میں سے ہیں آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کی تفسیر میں کہتے ہیں:

قادر کے حق میں شرط یہ ہے کہ فعل محال نہ ہو، جب تمام اشیاء پر قادر کا ذکر ہو تو محال خود مستثنیٰ ہے، گویا کہا گیا ہے کہ ہر اس چیز پر قادر ہے جو ہو سکتی ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ کہا جاتا ہے فلاں شخص انسانوں کا امیر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ماسوا کا امیر ہے وہ شخص بھی اگرچہ انسانوں میں سے ہے لیکن اس وقت وہ ان میں داخل نہیں ہے۔[1]

اس عبارت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ معتزلہ بھی اس امر کے قائل ہیں کہ واجب تعالیٰ ممتنع پر قادر نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظیر ممتنعات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل ایک شخص کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہے، چہ جائیکہ ایک آن میں آپ کی مثل ہزاروں افراد پیدا فرما دے۔

اس جگہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر دیں کے صغرے میں امتناع سے مراد امتناع ذاتی ہے تو ہم صغرے تسلیم نہیں کرتے کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ

---

[1] جار اللہ زمخشری، تفسیر کشاف، طبع تہران، ج ۱ ص ۲۲۲

علیہ وسلم کی نظیر ممتنع بالذات نہیں ہے ، بلکہ نظیر اس لیے محال ہے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کی خبر میں کذب ممتنع بالغیر ہے[1] اور ممتنع بالغیر ہونا امکان ذاتی کے منافی نہیں ہے اور اگر امتناع سے مراد امتناع بالغیر ہے تو صغرٰی مسلم ہے ۔ لیکن کبرٰی میں کلام ہے کہ اس جگہ ممتنع کس معنیٰ میں ہے ؟ اگر اس جگہ بھی ممتنع بالغیر مراد ہو تو حدِ اوسط مکرر ہے لیکن کبرٰی ممنوع ہے کیونکہ ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے کہ جس چیز کا وجود ممتنع بالغیر ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے جب کبرٰی میں ممتنع سے مراد ممتنع بالذات ہو تو کبرٰی کی صحت میں شک نہیں ہے لیکن حدِ اوسط مکرر نہ ہوئی اور (اصغر کا اکبر کے تحت) اندراج لازم نہ آیا ۔ اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل کے واقع ہونے سے جو محال لازم آیا ہے وہ امتناعِ بالغیر کی وجہ سے ہے نہ کہ امکانِ ذاتی کی بنا پر ۔

مخفی نہ رہے کہ یہ جواب ہمارے مقصد کے منافی نہیں ہے ، کیونکہ ایسا ممکن بالذات جس کا واقع نہ ہونا نصِ قرآنی سے ثابت ہو اس کے وقوع کے ساتھ تین صفات کا تعلق برابر ہے ۔ ۱ ۔ قدرت کا تعلق ۔ ۲ ۔ ارادہ کا تعلق جس کا مطلب ہے دو مقدوروں میں سے ایک کو وقوع کے ساتھ خاص کرنا ۔ ۳ ۔ خلق کا تعلق جس کا معنیٰ ہے شے کا عدم سے فعلیت اور وجود کی طرف نکالنا ۔ خلاصہ یہ کہ جس ممکن کے واقع نہ ہونے کی خبر خود اللہ تعالےٰ نے دی ہے اس کا واقع ہونا ممتنع بالذات کی طرح قدرت سے خارج ہے اور اگر فرض کیا جائے کہ امتناع بالغیر بھی قدرت کے متعلق ہونے کے منافی نہیں ہے اور بہت سے افراد مظہر تجلیاتِ افضل المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہم وسلم کی ذاتِ اقدس کے مماثل ، امکانِ ذاتی اور تصورِ عقل کے پیشِ نظر صرف اس اعتبار سے کہ وہ ممکن ذاتی ہیں ، قطع نظر امورِ خارجہ اور

---

[1] یہ صحیح نہیں ہے تفصیل کے لئے دیکھئے سبحان السبوح از امام احمد رضا بریلوی ۱۲ شرف قادری

موانع سے، اللہ ذوالجلال کی قدرت سے موجود ہو سکتے ہیں، تو قابلِ غور بات یہ ہے کہ ایسے ممکن اور متصور محض امور جن کے وقوع کو عقل محض ان کے امکانِ ذاتی من حیث ہُو کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جائز قرار دے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار، عوام کالانعام کو حیران اور پریشان کرنے کے مترادف اور ان کے عقائد کمزور کر دینے کے برابر ہے۔ کیونکہ تقویۃ الایمان کی عبارت میں جو مطلب بیان کیا گیا ہے اسے عوام ہرگز نہیں سمجھ سکتے ہیں صرف خواص ہی سمجھ سکتے ہیں جو امکانِ ذاتی، امتناع بالغیر اور مرتبۂ ماہیت من حیث ہیَ اور من حیث الخلوۃ کے مطلب ومفہوم سے آگاہ ہونگے وہ ضرور صاحب رسالہ (تقویۃ الایمان) کی مذکورہ عبارت کے مطلب تک رسائی حاصل کر سکیں گے۔

صاحب تقویۃ الایمان نے اس عقیدے کو دین کے بڑے اصول میں سے قرار دیا ہے، عوام اس عقیدے کو ذہن نشین اور خالی ذہنوں میں نقش کرنے کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی مثل اَن گنت افرادِ انبیاء کے وجود کو دوسرے انسانی وجود کی طرح قابلِ وقوع ہی جانیں گے، اس کے علاوہ ان کے لیے کسی دوسری ہدایت کی توقع نہیں ہو سکتی۔

اس صورت میں اگر کوئی شخص کسی عام آدمی کو یہ سمجھائے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے جھوٹے ہونے کے عقیدے کو اس کے سچے ہونے کے عقیدے کے برابر جانو تو کیا حرج اور کیا نقصان ہوگا؟ کیونکہ موضوع ومحمول کی خصوصیت سے قطع نظر یہ قضیہ بھی بلاشبہ صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہے۔

مقامِ حیرت ہے کہ قطع نظر اس بات سے کہ اس مثال سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بے ادبی، گستاخی اور زبان درازی لازم آتی ہے اور اس کے سننے سے منکرینِ نبوت کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ رسالہ عوام کو سمجھانے کے لیے اردو میں لکھا گیا ہے (سوال یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کی قدرت عامہ شاملہ کے سمجھانے کیلئے یہی مثال رہ گئی تھی کہ حضرت

محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مثل کروڑ وں افراد کا وجود ممکن ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شال نہیں تھی؟

اے اللہ! ہمیں حق کو حق ماننے اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل ماننے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

ہدیۂ تشکّر

حضرت علامہ محمد فضل حق خیرآبادی قدس سرہٗ کی یہ فارسی تحریر ہمیں جناب رئیس الاطبا حکیم نصیر الدین (برادر زادۂ علامۃ الہند مولانا معین الدین اجمیری) سے دستیاب ہوئی جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM